© rasailojaraid.com

نظرات

دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کا اجلاس صدسالہ (مارچ ۱۹۸۰ء) کس شان وشوکت اور طمطراق سے ہوا تھا کہ دنیا میں اس کی عظمت وسطوت کا سکہ بیٹھ گیا اور جو نہیں جانتے تھے وہ بھی اس کی جلالت مرتبہ ومقام کے قائل اور معترف ہو گئے، لیکن سخت افسوس اور رنج کی بات ہے کہ مورخ کے قلم کی روشنائی ابھی خشک بھی نہیں ہوئی تھی کہ ناموافق حالات وواقعات کی تیز وتند آندھی اس قہرمانی سے چلنی شروع ہوگئی کہ اجلاس صدسالہ نے اس مرکز علوم دینیہ کی عظمت وشہرت کے جو نقوش صفحات گیتی پر اجاگر کئے تھے وہ دھندلانے لگے اور اس کی دیرینہ عظیم روایات وتاریخ کے اوراق زریں منتشر ہو گئے، اختلاف کا فلسفہ یہ ہے کہ شروع شروع میں چند اکابر میں پیدا ہوتا ہے اور عام طور پر چند غلط فہمیوں اور دوراز کار اندیشوں پر مبنی ہوتا ہے اگر اس کے تدارک کی کوشش آغاز کار میں ہی کر لی جائے تو اختلاف دور ہو جاتا ہے دل صاف ہو جاتے ہیں اور فضا خوشگوار بن جاتی ہے۔ مثلاً یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہؓ کو فدک اور خیبر کے معاملہ میں خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے یک گونہ ملال اور رنج تھا، اور اس بنا پر حضرت علیؓ بھی آزردہ خاطر تھے، لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کا علم ہوا تو ذرا تاخیر نہ کی، فوراً کاشانہ مرتضوی پہنچے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ور حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ دونوں سے گفتگو کی، پہلے حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کا
جو مرتبہ و مقام تھا اور اس کی وجہ سے خود حضرت ابوبکرؓ کے دل میں دونوں کے لیے غایت
حترام وادب کے علاوہ جو محبت تھی اس کا ذکر فرمایا اور پھر حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر
رشاد کیا، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ "ہم انبیاء کے
رکہ میں وراثت نہیں ہوتی، اس لیے ہمارا جو کچھ ترکہ ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔" حضرت
علیؓ نے اس کی تصدیق فرمائی تو شدت جذبات کے عالم میں حضرت ابوبکرؓ پر گریہ طاری
ہو گیا، ان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت علیؓ بھی رو پڑے اور حضرت فاطمہؓ بھی آب دیدہ
ہو گئیں اور وہ غلط فہمی جو ایک بڑے فتنہ کا سبب بن سکتی تھی۔ صدیق اکبرؓ کے فوری
نہایت مدبرانہ اور جرأت مندانہ اقدام کے باعث دور ہو گئی، لیکن اگر اختلاف کا
تدارک فوراً نہ کیا جائے تو اس کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا رہتا ہے، مخلصین کے
ساتھ خود غرض اور فتنہ پسند لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں اور پھر معاملہ اس قدر
آگے بڑھ جاتا ہے کہ اختلاف سخت نزاع باہمی اور عظیم فتنہ و فساد کا سبب بنتا
ہے، تاریخ میں اس کی دو ایک نہیں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں:

یہاں جو اختلاف پیدا ہوا اس کی بنیاد کیا تھی؟ اور پہلے سے اس کے دواعی
ور اسباب کیا تھے؟ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ سب کو معلوم ہے، بہرحال
اختلاف پیدا ہوا اور چونکہ اسے ختم کرنے کے لیے فوری طور پر کوئی موثر عملی اقدام
نہیں کیا گیا اس بنا پر اس اختلاف نے پر پرزے نکالنے شروع کیے اور اس کا
دائرہ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ ارباب اخلاص و دیانت کے
ساتھ تنگ نظر اور اصحاب اہوا و اغراض بھی شامل ہو گئے، جانبین سے پمفلٹوں،
اشتہاروں اور اخبارات و رسائل کی وہ بھرمار ہوئی کہ خدا کی پناہ، ملت اسلامیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

برصغیر کے دل دہل گئے اور ہر طرف سے سخت احتجاج و احتساب کی آوازیں آنے لگیں، اس صورت حال سے دارالعلوم دیوبند کی اندرونی فضا کا متاثر ہونا ناگزیر تھا۔ چنانچہ یہاں طلباء اور اساتذہ میں بھی دو گروپ ہو گئے، نہایت افسوس اور رنج اس بات کا ہے کہ اس قسم کے مواقع کے لیے قرآن و سنت کی تعلیمات میں کیا کچھ نہیں ہے اسے بھی یکسر فراموش کر دیا گیا، قرآن مجید میں ارشاد ہوا: اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ، اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا، حدیث میں فرمایا گیا: کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع، ایک حدیث میں حکم دیا گیا: ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا، ان سب تعلیمات سے صرف نظر کر کے گروپ بندی کی وجہ سے یہاں افواہوں، الزام تراشیوں اور خوردہ گیریوں کی وہ گرم بازاری ہوئی کہ دارالعلوم کا امن و امان اور اس کا سکون درہم برہم ہو گیا، طلباء میں آئے دن فسادات اور سخت ہنگامے ہونے لگے اور بار بار پولیس کو مداخلت کرنی پڑی، ان حالات کے باعث مدرسہ کے ارباب حل و عقد کو جن صبر آزما واقعات سے دوچار ہونا پڑا وہ تو تھا ہی تعلیمی اعتبار سے اجلاس کے بعد سے اب تک کے دو برس برباد گئے۔ تعلیم ہوئی مگر نہایت ناقص، کوئی کتاب پوری تو کیا ہوتی آدھی بھی نہیں ہوئی، طلباء شورش کرتے تھے اور انتظامیہ اور اساتذہ ان شورشوں کے سدباب کی کوششوں میں لگے رہتے تھے، ۸ اور ۹ جون ۱۹۸۰ء کو طلباء کی شورش خود مجلس شوریٰ کے سامنے ہوئی اور ایک شورش میں تو مجلس شوریٰ کے ارکان بھی طلباء کی یورش کا نشانہ بنے۔

مجلس شوریٰ جو دستوری اور قانونی طور پر دارالعلوم دیوبند کی سب سے بڑی اور ذمہ دار مجلس منتظمہ ہے اس نے اس درمیان میں صورتِ حال کی اصلاح کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑی کوشش کی اور اس سلسلہ میں مفاہمت کا ایک فارمولا بھی منظور کیا۔ لیکن چند اسباب و وجوہ کے باعث یہ فارمولا عملی جامہ نہ پہن سکا۔ پانی سر سے اونچا ہوگیا تھا، حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے تھے، مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں میں بھی دارالعلوم دیوبند کے ان حالات و واقعات کا چرچا تھا۔ پرتاب دہلی نے اس پر ایک طویل اڈیٹوریل لکھا۔ انگریزی اخبارات نے بھی ان سے دلچسپی لی اور ان میں خبروں کے علاوہ خطوط بھی شائع ہوتے رہے، بعض غیر ذمہ دار اخبارات عجیب طرح کی بے بنیاد اور غلط سلط باتیں لکھ رہے اور ہوائی خبریں نشر کر رہے تھے، ۱۲ مئی کو طلباء میں پھر فساد ہوا جس میں بعض سینیر اساتذہ کے ساتھ نہایت ناروا سلوک کیا گیا۔ مسلمانوں اور خصوصاً مدارس عربیہ اور دینی حلقوں میں سخت اضطراب و تشویش کا عالم تھا۔ انھیں حالات میں ۳۰ مئی سے یکم جون تک مجلس شوریٰ کا ایک اہم جلسہ ہوا جس نے متفقہ طور پر چند نہایت اہم فیصلے کیے ہیں، ان فیصلوں کو دونوں جماعتوں کے ذمہ دار اصحاب اور عام مسلمانوں نے پسند کیا اور ان پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا ہے، ہمیں معلوم ہے کہ ہماری اصل منزل مقصود ابھی دور ہے، لیکن اگر شر پسند عناصر کی در اندازی سے محفوظ رہ کر خوش دلی اور طمانیت قلب سے محض دارالعلوم دیوبند کے مفاد کے پیش نظر ان فیصلوں میں کھنڈت نہ ڈالی گئی تو اللہ کے فضل و کرم سے پوری امید ہے کہ یہ فیصلے اصلاح حال اور مستقبل میں دارالعلوم کی خاطر خواہ فلاح و ترقی کے لیے ایک موثر اقدام ثابت ہوں گے۔

وَلَيْسَ ذَالِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيز

اس مجلس کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ بعض ممبر حضرات جو اپنے اعذار طبعی یا بعض مجبوریوں کے باعث ایک مدت سے شوریٰ کے جلسوں میں شریک نہ ہو سکے تھے وہ بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس طرح بن پڑا حالات کی نزاکت کے پیش نظر دیوبند پہنچ گئے اور تینوں دن صبح سے لیکر رات کے دس گیارہ بجے تک جلسوں میں شریک ہوتے، اس طرح عرصہ دراز کے بعد شوریٰ کا یہ ایک ایسا جلسہ تھا جس سے ایک ممبر بھی غیر حاضر نہ تھا، پھر جو تجاویز منظور ہوئیں وہ متفقہ طور پر ہوئیں، کسی ایک تجویز پر بھی نہ ووٹنگ کی نوبت آئی اور نہ بحث وگفتگو میں کہیں تلخ کلامی پیدا ہوئی، ایک جماعت کے مختلف افراد میں اختلاف فکر و نظر ایک امر طبعی اور ناگزیر ہے اور وہ یہاں بھی ہے، لیکن شوریٰ کے اس اجلاس نے ثابت کر دیا کہ جب کبھی دارالعلوم کے حفظ و بقا اور اس کے حقیقی مفاد کو خطرہ لاحق ہوگا یہ سب ہم آہنگ وہم آواز ہوں گے اور ان میں اختلاف نہیں ہوگا۔ بے شبہ مجلس شوریٰ کے ارکان کا یہ جذبۂ تعاون باہمی دارالعلوم کے حق میں فضل الٰہی اور رحمت خداوندی کی نشانی ہے:

مجلس نے جو تجاویز منظور کی ہیں ان کی تعداد بہت ہے۔ ہم یہاں صرف وہ چند اہم تجاویز اپنے لفظوں میں لکھتے ہیں جن کا تعلق پبلک سے ہے: (۱) گزشتہ چند برسوں سے ارکانِ شوریٰ کی چار جگہیں متعلقہ حضرات کے انتقال پُر ملال کے باعث خالی چلی آرہی تھیں ان کے لیے حسب ذیل چار حضرات ممبر منتخب ہوئے: (۱) جناب مولانا صدیق احمد صاحب (ضلع باندہ) (۲) نواب حاجی عبید الرحمٰن خاں صاحب شروانی (علی گڑھ) (۳) جناب حاجی علاء الدین صاحب (تاجر بمبئی) (۴) مولانا محمد عثمان نبیرۂ حضرت شیخ الہندؒ (دیوبند) (۲) مجلس میں حضرت مہتمم مولانا قاری محمد طیب صاحب نے مجلس کے نام اپنا ایک طویل مگر نہایت موثر اور رقت انگیز مکتوب گرامی خود پڑھ کر سنایا، اس خط میں حضرت موصوف نے کمال بلاغت و طلاقت بیانی سے اولاً اہتمام دارالعلوم کے ساتھ اپنے تعلق اور اس حیثیت سے اپنی خدمات کی ایک طویل داستان بیان کی تھی اور پھر اپنے ضعف پیری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ونقاہت کا ذکر کر کے اہتمام کے بارگراں سے سبکدوشی کی خواہش کا اظہار کیا تھا مجلس اس خط سے بڑی متاثر ہوئی اور اس نے کافی اور سنجیدہ غور وفکر کے بعد تجویز یہ منظور کی کہ حضرت مہتمم صاحب اس وقت جس منصب پر فائز ہیں اس پر اب بھی بلکہ تاحین حیات فائز رہیں گے البتہ آپ سے بحیثیت مہتمم کے جو فرائض وواجبات متعلق ہیں ان میں سے جن کا تعلق دارالعلوم کے اندرونی نظم ونسق سے ہے ان کی انجام دہی کے لیے ضروری ہے کہ مولانا نصیر احمد خاں صاحب شیخ الحدیث ونائب مہتمم کے علاوہ مجلس شوریٰ کے قدیم اور باصلاحیت ممبر مولانا مرغوب الرحمٰن بجنوری کو مددگار مہتمم اور مولانا محمد عثمان دیوبندی کو نائب مہتمم مقرر کیا جائے، اس موقع پر مجلس یہ بھی کر سکتی تھی کہ حضرت مہتمم صاحب کے مکتوب گرامی کی روشنی میں حضرت موصوف کو صدر مہتمم بناتی اور مہتمم کے عہدہ پر کسی اور کا تقرر کرتی۔ لیکن چونکہ صدر مہتمم کا تعلق انتظامیہ سے عملاً برائے نام ہوتا ہے اس بنا پر موجودہ حالات میں ایسا کرنا پبلک میں بہت سی غلط فہمیوں کا موجب اور حضرت مہتمم صاحب کی شان ارفع واعلیٰ کے نامناسب ہو سکتا تھا اس لیے مجلس نے ایسا کرنے سے اجتناب کیا۔ لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ مجلس نے جو احتیاط ملحوظ رکھی تھی ایک انگریزی خبر رساں ایجنسی نے غلط سلط خبر انگریزی کے اخباروں میں شائع کر کے اسے برباد کر دیا۔

مذکورۂ بالا دو تجویزوں کی ایک عظیم افادیت اور اہمیت یہ ہے کہ ان تجویزوں کے ذریعہ ایک نہایت سخت اور خطرناک غلط فہمی دور ہو گئی جس نے برصغیر کے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے دل ودماغ میں گھر کر رکھا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مجلس شوریٰ کی ممبری اور نیابت اہتمام ان دونوں منصبوں اور عہدوں کے لیے مہینوں سے مقامی اور غیر مقامی اخبارات ورسائل اور پروپیگنڈہ لٹریچر میں بار بار دو حضرات کے اسمائے گرامی اس زور وشور اور قوت وشدت سے آرہے تھے کہ گویا دیوبند میں اختلاف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ساری بنیاد وہی شخصی اقتدار کی جنگ اور کشمکش ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پرتاپ اور بعض انگریزی اخبارات نے یہ خیال ظاہر بھی کیا تھا اور بہت سے مسلمان بھی سمجھنے لگے تھے کہ واقعہ یہی ہے اور اس کی وجہ سے مجلس شوریٰ میں بھی دو گروپ ہیں، ایک ایک کا حامی اور اس کے لیے سرگرم ہے اور دوسرا دوسرے کا حامی اور اس کے لیے بیجد، ہم ہرگز یہ باور نہیں کر سکتے تھے کہ یہ دونوں حضرات ان عہدوں کے خود طلبگار اور خواہاں ہیں اور اس بناء پر اس سلسلہ میں جو پروپیگنڈہ ہو رہا ہے وہ خود ان کے ایماء اور اشارہ پر ہو رہا ہے، کیونکہ یہ دونوں حضرات اپنے ذاتی علمی و عملی اوصاف و کمالات کے علاوہ ان بزرگوں کی اولاد و امجاد ہیں جنھوں نے اپنے خون جگر سے چمن زار دارالعلوم دیوبند کی آبیاری محض خالصتہً لوجہ اللہ کی اور وہ کبھی اپنی خدمات کے عوض دنیوی مرتبہ و جاہ کے آرزومند نہیں ہوئے، اس بناء پر ہمارا خیال تھا اور بالکل صحیح تھا کہ یہ پروپیگنڈہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے صرف ان چند کوتاہ اندیش لوگوں کی طرف سے ہو رہا ہے جو "پیراں نمی پرند و مریداں می پرانند" کا مصداق ہیں اور جیسا کہ ہر تحریک میں ہوتا ہے اب معاملہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ ان دونوں حضرات کے کنٹرول سے باہر ہو گیا ہے، الحمدللہ ثم الحمدللہ! مجلس شوریٰ کی ان دو تجویزوں نے اس عام اور سخت غلط فہمی کا پردہ چاک کر کے مطلع بالکل صاف کر دیا۔ صدر جلسہ مولانا محمد منظور نعمانی نے الگ الگ ارکان شوریٰ سے گفتگو اور تبادلۂ خیال کے بعد شوریٰ کے جلسہ میں شوریٰ کی ممبری اور نیابت اہتمام کے لیے نام پیش کیے اور سب ارکان نے ہنسی خوشی بغیر استکراہ کے انھیں منظور کر لیا کسی نے شوریٰ کی ممبری کے لیے نہ ان کا نام پیش کیا اور نہ نیابت اہتمام کے لیے ان کا، اس معاملہ میں حضرت مہتمم صاحب نے جس عالی ظرفی اور بلند نظری کا ثبوت دیا ہے وہ بھی بڑا قابل قدر اور ان کی خاندانی روایات کے شایان شان ہے، حضرت موصوف نے اپنے مکتوب گرامی بنام مجلس شوریٰ میں سب کچھ فرمایا لیکن اس کی طرف اک ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا کہ اہتمام کا بارگراں ہلکا کرنے کی غرض سے فلاں صاحب کو میرا مددگار یا نائب مہتمم مقرر کر دیا جائے۔

بہر حال مجلس شوریٰ نے اپنے حالیہ اجلاس سے جو فضا پیدا کی ہے وہ بڑی خوش آئندا ور خوشگوار ہے، بہی خواہان دارالعلوم دیوبند کا فرض ہے کہ اس فضا کو خوشگوار سے خوشگوار تر بنانے کی کوشش کریں، ہمیں یقین ہے کہ اگر یہ فضا بڑھتی اور ترقی کرتی رہی تو وہ دن جلد آسکتا ہے جب کہ مجلس شوریٰ خود متفقہ طور پر بادِ صبا کو گل کے ہم نفس ہونے کی دعوت دے گی، خود دارالعلوم دیوبند کی تاریخ میں اگر اب سے چالیس بیتالیس برس پہلے ایسا ہو سکا ہے تو پھر دوبارہ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔

گذشتہ دو برس میں دارالعلوم میں جو تعلیمی ابتری اور پراگندگی رہی ہے مجلس شوریٰ نے بڑے درد وکرب کے ساتھ اس کا بہت سخت نوٹس لیا لیکن چونکہ ایجنڈے کا یہ جز آخری دن کی نشست میں پیش آیا تھا اور معاملہ تھا بہت اہم اس لیے شوریٰ نے طے کیا کہ شوال میں جب مدرسہ کھلے شوریٰ کا ایک خصوصی جلسہ صرف تعلیم سے متعلق امور و مسائل پر غور وخوض کرنے کی غرض سے منعقد کیا جائے، امید ہے کہ یہ مشکل بھی خاطر خواہ طور پر حل ہوگی اور آئندہ سال تعلیمی اعتبار سے بھی دارالعلوم کا کامیاب سال ہوگا۔

© rasailojaraid.com